وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ

حمد خدا سے زمین و آسمان کہ درین زمان سعادت اقتران رسالۂ مفیدہ یعنی

تصحیح فتاوائے علمائے زمان

بجواز تعلیم کتابۃ النسوان

از تصانیف قدوۂ ارباب ایقان جناب مولانا حکیم محمد کمیل احمد سکندرپوری سلمہ المنان

در مطبع انوار احمدی واقع الہ آباد مطبوع گردید

سنہ ۱۳۰۰ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یارب یارب رہین احسانم کن	مشمول عنایت فراوانم کن
عمریست کہ طبع من ملالت زدہ است	از جوش شگفتگی گلستانم کن

فقیر حقیر **وکیل احمد سکندرپوری** عرض کرتا ہے کہ اگرچہ زمانے کی شعبدہ بازیون اور نیرنگیون سے ہر عہد کے لوگ کچھ نہ کچھ اپنے اپنے زمانے کی شکایت کرتے آتے ہین مگر اس زمانہ کا جو چل رہا ہے کچھ سمان ہی نرالا ہے۔ اگر احیانًا دو عالمون مین کسی مسئلہ مین اختلاف آرا ہوگیا تو ان مین دلی اتحاد کیون نہو مگر اہل فساد کو ایک شخص کی خیر خواہی کے پردے مین دوسرے کی نیک نامی پر دھبہ لگانیکے لیے دور دور کی سوجھتی ہے اس کا نتیجہ یہہ ہوتا ہے کہ بات کا تبنگڑ بنجاتا ہے قسم قسم کے فساد اوٹھ کھڑے ہوتے ہین۔ مسلمانون کے باہمی اتفاق کا مطلع غبار آلود ہوجاتا ہے۔ دلون مین کدورت آجاتی ہے۔ آپس مین سو طرح سے نکتہ چینی کا موقع ہاتھہ آتا ہے چند سال ہوئے کہ جناب مولانا ابو الحسنات محمد عبد الحی صاحب مرحوم نے جو نامی عالم اور ہمارے معزز دوست تھے ایک استفتا کے جواب مین یہہ تحریر فرمایا تھا کہ عورتون کو کتابت کی تعلیم جائز ہے اور اس دعوی پر حدیث شفا سے استدلال کیا تھا یہہ استفتا معہ جواب کے علماے رام پور۔ کانپور۔ علی گڈھ۔ مدراس۔ پنجاب کی دستخطین و مہرین ہوکر رسالہ فتاوے العلمار الاعیان علی اباحتہ کتابۃ النسوان مین شائع کیا گیا۔ علما مین آرا کا اختلاف تو

ہوا ہی کرتا ہے شاید بہت کم ایسے فقہی مسئلے ہون گے جنکو سب نے مان لیا ہو
اور کسی نے اوسمین اختلاف نہ کیا ہو۔ جہان جمہور علمار نے اتفاق کیا بعض اکابر
علمار کو اختلاف بھی ہوا پھر کیا تھا۔ جو لوگ ایسے مواقع کے منتظر رہتے ہین اونکو اسکے
ذریعہ سے مولانا کی بدنمائی کا موقع ہاتھ آیا رسالہ **صواعق الملک الدیان**
علی من اباح الکتابة لنسار الزمان اسکے ردمین شائع کیا گیا۔ اس نام سے
جس قدر غیظ و غضب ٹپکتا ہے وہ ظاہر ہے اس سے بڑھکر کیا ہوگا کہ مصنف نے اپنے
خیال مین تمام علمار مجوزین کے سرون پر سچ مچ بجلی گرا ہی دی۔ ہم نے مانا کہ اس نام
مین مولوی بشیر الدین قنوجی کی تقلید کیگئی ہے۔ انھون نے صواعق الٰہیہ لشرور
الشیاطین اللہابیہ ایک رسالہ بجواب حامی سنت ماحی بدعت حضرت مولانا فضل رسول
صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کے لکھا ہے یہہ نہ سوچا کہ یہہ نام کس قدر تہذیب کے
عالیشان ایوان سے دور واقع ہے پھر کیا ضرور ہے کہ ایسے امر مین ایسے شخص کی
تقلید کیجاوے ؎ غیر دنبال یار پھرتا ہے + ذوذنب بھی ہے آفتاب کے ساتھ +
اگر کسی نے جھک مارا گوہ کھایا تو آپ اپنے لب و دہان کو ایسے نامہذب الفاظ سے
کیون آلودہ فرماتے ہین۔ مین سردست یہہ نہین ظاہر کرتا کہ رسالہ صواعق الملک
حقیقت مین کسکا تصنیف ہے اور یہہ تاریخی نام کسکا رکھا ہوا ہے البتہ یہہ کہنا چاہتا
ہون کہ اس رسالہ کی اشاعت مین بڑا اہتمام کیا گیا اگر وقف اشاعت کا ذریعہ نہوتا تو
اس وجہ سے کہ اس مین مولانا محمد عبد الحی صاحب مرحوم پر تبرا لکھا ہوا ہے ہندوستان مین
شاید فیصدی ایک مسلمان بھی اسکی خریداری کی طرف توجہ نکرتا۔ جس طرح یہہ رسالہ
بدون طلب کے لوگون کے پاس بھیجا گیا اوسیطرح اوسکے دو نسخے مختلف نام
سے میرے پاس بذریعہ ڈاک آئے۔ اسکو دیکھکر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔
تھوڑے دنون کی بات ہے کہ جب مولوی صدیق حسن بھوپالی نے سر اوٹھایا تھا

علماے معاصرین سے کسی کو اونکے مقابلے کی تاب نہ تھی مولانا نے خم ٹھوک کے اونسے مقابلہ کیا اور پیٹھ لگادی۔ مولوی بشیر سہسوانی بھی مولانا کے سامنے سے نوک دم بھاگے۔ پھر ایسے حامی اسلام کی نسبت بدگوئی کیونکر ناگوار طبع نہوتی۔ خصوصًا ایسی صورت مین کہ وہ ہمارے اوستاذ زادے بھی تھے اور اونکے انتقال کو کئی سال گذر گئے ہین اذکروا موتاکم بالخیر۔ سخت مجبوری سے مینے رسالۂ تنقیح البیان بجواز تعلیم کتابۃ النسوان لکھا مگر نہایت متانت سے اس مسئلہ کی تحقیق و تنقید کی۔ مجھے یہہ خیال تھا کہ ہمارے معزز علماے معاصر انصاف کی نظر سے ملاحظہ فرمائین گے۔ مگر مجھکو خارجًا معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا کہ تنقیح البیان کے جواب کے لئے کھچڑی پک رہی ہے مختلف اشخاص جواب لکھنے پر آمادہ ہین۔ قسم قسم کے مشورے ہورہے ہین۔ مین نے سوچا کیا تھا اور ہوا کیا ہے

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

شکوہ نہ رقیبون سے نہ جانان سے گلہ ہے — مجھکو فقط اپنے دل نادان سے گلہ ہے
آنسو جو نہ بہتے تو مین آنکھون سے نہ گرتا — مجھکو بہت اس دیدۂ گریان سے گلہ ہے

بڑے افسوس کا مقام ہے کہ اگر تسلیم بھی کرلیا جاوے کہ یہہ مسئلہ فقہی مختلف فیہا ہے تو اس خانہ جنگی کا کیا فائدہ ہے

مجھکو مقابلہ ہوا کس خانہ جنگ سے — جو آہ ہے وہ کم نہین تیر تفنگ سے

یہہ وہ زمانہ ہے کہ کلامی مسئلے مین جھگڑے پھیلے ہوئے ہین بعض لوگ اللہ تعالےٰ جل شانہٗ کو صاف صاف جھوٹا بنا رہے ہین تو زیادہ توجہ اسطرف کرنی چاہیئے۔ جب آپس مین چھوٹی چھوٹی باتین اس قدر طول پکڑین گی تو پھر اتنی فرصت کہان کہ ان لوگون کی خبر لیجائے۔ چونکہ تنقیح البیان کے جواب مین ایسا اہتمام درپیش ہے جیسا شیر کے شکار مین ہوتا ہے ایک صاحب سے صبر نہوسکا اونھون نے دو

صفحے کا اشتہار اندنون شائع فرمایا ہے جسمین وہ ظاہر کرتے ہین کہ (تنقیح البیان کا ایک مختصر جواب علی سبیل الاستعجال جناب مولوی قاضی عبدالقدوس بنگلوری کے مدرس نے لکھ کے بھیجا ہے مگر دوسرے اجوبہ بسیط وجیز جو لکھے جاتے ہین انکا انتظار ہے جب سب طیار ہو جائینگے سب کو ایک جگہہ چھاپ کر شائع کئے جائینگے) ہم مدرس صاحب کو نہین جانتے مگر مولوی حاجی عبدالقدوس بنگلوری تو نامی عالم اور میرے احباب سے ہین۔ خیر آنچہ از دوست میرسد نیکوست + مین بھی خدمت گذاری کے لئے موجود ہون۔

یار نے وعدہ کیا ہے آج آنے کے لیئے ‌ ‌ منتظر ہون راہ مین آنکھین بچھانیکے لیئے

آتے ہین وہ دل ہمارا آزمانیکے لیئے ‌ ‌ جاتے ہین ہم اپنی جان بازی جتانیکے لیئے

انتظار مین ایک دن ایک سال کے برابر گذرتا ہے۔ دیکھئے یہہ رسالے کب تک راہ دکھاتے ہین۔ بیا بیا کہ ترا تنگ درکنار کشم + بہ تنگ آمدہ ام چند انتظار کشم + میرا دل بھی بھرا ہوا ہے۔ مین بھی دل کھول کر دکھادونگا۔

گل مرے داغون کے دلمین تو ذرا کھلنے دو ‌ ‌ سیر دکھلائینگے تمکو یہہ گلستان ہوکر

مجھے خیال تھا کہ یہہ پہلا اشتہار ہے جو بعد مشورے کے لکھا گیا ہے البتہ اسمین معقول باتین ہونگی مگر افسوس ہے کہ یہہ سرتاپا گالی گلوج سے بھرا ہوا ہے اونھین خوے دل آزاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے + وفا کی ہمکو بیاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے اس مین کوئی بات ایسی نہین پائی جاتی جس سے یہہ سمجھا جاوے کہ یہہ رسالہ تنقیح البیان کا جواب ہے۔

بہت شور سنتے تھے پہلو مین دل کا + ‌ ‌ جو چیرا تو اک قطرۂ خون نکلا +

اس بات کو خیال رکھنا چاہیئے کہ مابہ الاختلاف مین موضوع کتابت نسوان ہے جسکا جواز مینے ثابت کر دکھایا۔ آپ کو اختیار ہے نقض اجمالی یا تفصیلی یا معارضہ

پیش کیجئے۔ مولوی عبدالحی مرحوم کا سب وشتم یا اون کے مسامحات کا ذکر (بشرطیکہ واقع مین بشریت سے کہین تسامح واقع ہوا ہو) نہ نقض ہے نہ معارضہ نہ اثبات مدعا کے لئے کوئی دلیل ہے۔ اگر وہ جوابات جنکی اشاعت کا وعدہ ہوا ہے اسی قسم کے ہین تو مین اونکو دور ہی سے عشق اللہ کہتا ہون۔ ہان اس زمانہ مین مولوی صاحب مرحوم کے بہت سے شاگرد بڑے لائق وذی استعداد موجود ہین اگر اونکو دشنام زشت سننے کا تحمل نہ رہا۔ بلحاظ اشتعال طبع کے اونھون نے بھی مشتہرین کے اساتذہ کو برا بھلا کہا۔ یا اونکی غلطیان پیش کین تو مین اس سے بری ہون۔ خدا بخشے مولوی محمد شاہ پنجابی دہلوی میرے دوست تھے اون سے مین خوش میرا خدا خوش مگر تعجب ہے کہ انکے تلامذہ اور مولوی صاحب مرحوم کو گالیان ؎

اللہ کی قدرت ہے کہ وہ کرتے ہین تفسیق　　　جو کرتے تھے آغوش مین آغون میرے آگے

مشکل ہیہ ہے کہ یہہ بات کبھی مین مشہور ہے کہ درپردہ اس فساد کے مشتعل ایک دوسرے صاحب ہین ؎ چرخ کو کب یہہ سلیقہ ہے ستمگاری مین + کوئی معشوق ہی اس پردۂ زنگاری مین + معلوم نہین کہ یہہ لڑائی کس کس کو تباہ کرتی ہے اس آگ کی چنگاری کہان کہان اور کس کس کو جلا کر خاک سیاہ کرتی ہے خصوصاً ایسی صورت مین کہ ان حضرات کے تلامذہ کے قلوب بھی آپس مین پھوٹ کی طرح پھٹے ہین۔ یہان تک کہ بعض تلامذہ نواب قطب الدین خان مرحوم کو جو مولوی محمد شاہ مرحوم کے استاد تھے قطب اسمٰعیلیہ کہتے ہین۔ غرض خانہ جنگی کے آثار نمایان ہین۔ اللہ اپنا فضل کرے اور انکے قلوب کی اصلاح فرمائے۔ اس اشتہار مین جو کچھ صاحب تنقیح البیان سے کج ادائی کی گئی ہے اوس سے زیادہ بحث نہین۔ ؎

ممنون شوم زہر کہ بمن کج کند نگاہ　　　تیر کجست آیۂ رحمت نشانہ را

البتہ مولوی محمد قاسم نانوتوی مرحوم کی نسبت سخت الفاظ کا استعمال کرکے

اوسمین یون لکھا گیا ہے کہ اب ہم بھی آپ کی خدمت مین عرض کرتے ہین کہ
برائے خدا آپ ہی ہمکو سمجھا دیجئے اور سارے جہان کے علماء کے افہام
اس سے قاصر ہوگئے دیکھو یہی مسئلہ عرش ہے جبکہ مولوی محمد بشیر سہسوانی نے
مولوی عبدالحی صاحب پر اعتراض کیا باین طور کہ موافق ہے مسلک تمہارا ابن تیمیہ
کے مسئلہ استواء علی العرش مین تو کہا در جواب اوسکے مولوی صاحب موصوف
نے عبارت اونکی بعینہ یہہ ہے ابراز الغی کو دیکھلو **اقول** انی ما وافقت ابن
تیمیۃ فی مسئلۃ الاستواء الا انہ قد وافق فیہ جماعاتُ الصَّحَابَۃِ وَ
التَّابعِینَ والائمۃُ المجتھدین انتھی بقدر الحاجۃ اور آپ اپنے رسالہ
صیانۃ الایمان مین لکھتے ہین عبارت اسکی یہہ ہے۔ جاننا چاہئیے کہ بادی اول
اس مذہب کا ابن تیمیہ حنبلی ہے کہ اوسنے بنظر ضلال و اضلال کے بیشتر امور دین
مین پیدا کئے۔ خدا کے لئے جہت و جسمیت ثابت کی۔ سفر زیارت نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو حرام بتایا۔ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو مرتکب معصیت و گرفتار
غضب الٰہی ٹھہرایا الخ انتہا اور بھی ہمکو سمجھا دیجئے کہ مفہوم مولوی صاحب موصوف
اور آپ کی عبارت کا ایک ہے یا غیر پھر فرمائیے کہ مولوی صاحب نہ سمجھے یا
آپ نہ سمجھے سہ اس حال کو پہنچے ترے قصے سے کہ اب + راضی ہین گر اعدا بھی کرین فیصلہ اپنا
۔ اصل تو یہہ ہے کہ ہم بھی سمجھے اور مولوی صاحب مرحوم بھی ابراز الغی کی پوری عبارت
دیکھنے سے شبہہ دفع ہو جاتا ہے عبارت یہہ ہے اما تری العلماء المذکورین
لا یوافقون شیخ الاسلام ابن تیمیۃ فی کل مسئلۃ بل فیما کان ثابتا بالکتاب
والسنۃ الصحیحۃ واما ما کان مخالفا لھما فیردون علیہ وقد وافق المعترض
ایضا ابن تیمیۃ فی بعض فتاواہ فی مسئلۃ الاستواء۔ اسکے جواب مین مولوی صاحب
مرحوم نے بطور تسلیم و نقض تفصیلی کے وہ عبارت لکھی جسکو مشتہر نے نقل کیا ہے۔

اسپر دلیل یہہ ہے کہ جب یہہ بات خود آپ فرماتے ہین کہ مولوی صاحب مرحوم نے فرمایا کہ اس رسالہ استواء مین لوگون نے کچھہ زیادتی کمی کردی ہے تو پھر موافقت ابن تیمیہ کی کہان رہی۔ اب عبارت منقولہ کے یہہ مطلب ہوئے کہ مینے تو مسئلہ استواء مین ابن تیمیہ کی موافقت نہین کی ہے البتہ یہہ ثابت ہے کہ اونسے اس مسئلہ مین جماعات صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین سے موافقت کی ہے۔

زاہد وواہ کیا کسنے بتون کو سجن   کلمہ کفر تو بولو نہ مسلمان ہو کر

چونکہ مجھسے اس ارشاد کے ساتھہ کہ اب اسپر راضی ہون کہ اعدا فیصلہ کرین استفسار فرمایا گیا اس لیئے مینے عرض کیا ماننے نماننے کا آپکو اختیار ہے۔

منصفی ہو تو غضب نامنصفی ہو تو ستم   خاص میرا فیصلہ ظالم نے مجھپر رکھدیا

ہان یہہ بات رہی جاتی ہے کہ یہہ شعر جو لکھا گیا۔

اس حال کو پہونچے ترے قصے سے کہ اب   راضی ہین گر اعدا بھی کرین فیصلہ اپنا

معلوم نہین یہہ شعر کسکا ہے سو پہلے مصرع کی کٹ گئی ہے دُم + اور ثانیہ کا ٹڑ گیا ہے سم بیچارے شاعر کی روح قبر مین تڑپتی ہوگی اور کہتی ہوگی شعر مرا بمدرسہ کہ برد جن کی طبیعت مین شعر کا مذاق نہین ہوتا اگر وہ کبھی گنگناتے ہین یا کوئی شعر کسی محفل مین زبان پر لاتے ہین شعر کی زمین کو خاک مین ملاتے ہین بے شک شاعریت ٹیڑھی کھیر ہے۔ مگر علم عروض نہایت آسان فن ہے اس شعر کی تقطیع کر کے یہہ ارشاد ہو کہ یہہ دونون مصراع کس بحر سے ہین۔ اگر سچ مچ ابن تیمیہ کی ایسی مخالفت چاہیے کہ کسی امر مین اوس سے اتفاق نہو تو پھر شوکانی کے پس خوردہ اوٹھانے کی کیا ضرورت ہے۔ یہہ تقریر ایسی نہین ہے کہ خاص طور پر مخفی ہو اگر خدانخواستہ مولوی بشیر سہسوانی کے حوارئین اسے سن پائین اور یون کہین کہ کیون جی تمنے مسئلہ عدم جواز تعلیم کتابت نسوان مین شوکانی کا مسلک کیون

اختیار کیا اور فتح القدیر شوکانی کا کیون حوالہ دیا معلوم نہین کیا جواب پیش کیا جائیگا ؎
اگر پر سند تو تقلید شوکانی چرا کردی   چہ خواہی گفت قربانت شوم تا من ہمان گویم
- اب ضروری امر کی طرف متوجہ ہوتا ہون دل لگا کر سننا چاہیئے - تنقیح البیان مین لکھا
گیا ہے - صواعق کی تمہید مین لکھا گیا ہے کہ لڑکیون کی تعلیم اجنبی مردون سے بے حجابانہ
مدارس مین نہونی چاہیے اس بنا پر نفس کتابت کی تعلیم کا عدم جواز لکھا گیا اور یہہ خیال
کیا گیا کہ مولانا مرحوم کے فتوے کا رد تحریر کیا جاتا ہی پھر فتاولے محررہ علمائے حرمین شریفین زادہما
اللہ شرفاً و تعظیماً و مصر و بغداد و ہند و پنجاب و بنگالہ مع ترجمہ و بلے ترجمہ بے سمجھے
بوجھے ضمیمہ رسالہ بنائے گئے اسوجہ سے ایسے فتاوے بھی ضمیمہ ہوگئے
جنمین نفس تعلیم کتابت کا جواز لکھا ہوا ہے حالانکہ جب رد کا بیڑا اوٹھایا گیا تھا تو ایسے
فتاوے کو چھوڑ دینا تھا جو تحریر مولانا کے موید تھے دیکھو مولانا کی تقریر علما حرمین
شریفین وغیرہما کے مخالف نہین ہے بلکہ انکا مفاد ایک ہے گو نفس استدلال
مین کچھہ فرق ہو پھر مولانا کی تقریر کا جواب مستلزم رد جواب فتاوی علمائے حرمین شریفین
وغیرہما ہے جو استدلالاً پیش کیا جاتا ہے ؎ مکش خنجر مزن بر سینۂ من +
تو ئی در دل مبادا بر تو آید + یہہ ایک موٹی سی بات تھی جو کسی کے خیال مین نہ آئی
پھر اگر بات کو بتنگڑ بنایا تو کیا علامہ خلف بن ابراہیم لکھتے ہین کہ لڑکیون کو بے پردہ
مدارس مین بھیج کے اجنبی مردون سے تعلیم کتابت نہ کرا نا چاہیئے اس لیے کہ اس صورت
مین اجنبی مردون سے بے پردگی ہوتی ہے اون کے ساتھہ اکیلے رہنا پڑتا ہے
یہہ امور شرعاً حرام ہین - علامہ محمد بن حسین مفتی مالکی نے تعلیم کتابت کو عورتون سے
اور محرم مردون سے مکروہ لکھا ہے غالباً یہان کراہت سے کراہت تنزیہی مراد ہے اور
اجنبی مردون سے حرام لکھا ہے - علامہ محمد سعید کا بھی یہی مسلک ہے باقی معمولی
تصحیحی دستخطین ہین - علامہ عبد المعطی حنفی مصری و علامہ علی احمد کی عبارتون کا بھی

یہی منشا ہے جو لکھا گیا۔ علماے بغداد سے علامہ سید نعمان خیر الدین الوسی زادہ
مفتی بغداد نے نہایت تفصیلی جواب دیا ہے جو انکے کمال کی بہت بڑی دلیل ہے
اور بے ستری اور بے حجابی کی حرمت کو خوب ثابت کیا ہے اگرچہ معمول ہے کہ
جواب استفتا مین اوسی قدر لکھا جاتا ہے جس قدر سوال سے متعلق ہوتا ہے۔ مگر
علامہ نے نفس تعلیم کتابت کے جواز کو جو مدرسہ مین نہو اور جسمین فساد کا ڈر نہو صاف
صاف عبارت مین تحریر فرمایا ہے چنانچہ لکھتے ہین والحاصل انّ تعلیم الکتابة
بهذه الصورة المندرجة فی السوال لاشك فی کراهتها بل حرمتها عند من نظر
الی العواقب من کمّل الرجال وان تعلیم الکتابة لبنتٍ یعلّمها ابوها او نحوه
ممن هو مامونٌ علیها او امرءةٍ وکانت البنت والامرءة مامونا علیها ولا یخشی من
تعلمها الکتابة فسادا وهذا عزیز جدا فالظاهر انه لا بأس به بل لا یبعد اذا
قیل لا کراهة فیه کما حکی فی التواریخ والتراجم عمن کتبن من النساء العالمات فی
الازمنة الماضیات اسی کے ساتھ مفتی بغداد نے عورتون کے علوم دینی اور
ایسے علوم کی تعلیم کو جو موقوف علیہ دین کے ہین واجب لکھا ہے چنانچہ لکھتے ہین
واما تعلیمها العلم وما یلزم لدینها فهو واجب علیها وعلی ولیها او زوجها کما
ذکره ابن حجر وغیره اسمین کسی طرح کا شبہ نہین ہے کہ مستفتی کو دھوکا دیکے ان لوگون سے
ایک حکم کا حاصل کرنا منظور تھا کہ وہ ہندوستان مین یہہ امر پیش کرے کہ دیکھو بلاد اسلام
کے اکابر علماء تعلیم کتابت کو حرام یا مکروہ تحریمی فرماتے ہین یہان کے لوگون کو کیا
معلوم کہ سوال مین کون سی قید لگائی گئی ہے وہ تو جواب کو دیکھتے ہین اگر مستفتی
مین نیک نیتی ہوتی تو وہ سوال مین تعلیم علم دین سے بھی سوال کرتا اسلئے کہ مدارس
مین علم دین وعلم ضروریہ کی بھی تعلیم ہوتی ہے بلکہ بہ نسبت کتابت کے تعلیم علوم مین زیادہ
محنت کی جاتی ہے۔ مگر مستفتی کے دل مین تو نفس تعلیم کتابت کی بابت حکم

حاصل کرنا تھا تاکہ عوام پر اسکے ذریعہ سے تعلیم کتابت کی حرمت یا کراہت تحریمی ثابت کرے اسکا ذہن اسطرف کب منتقل ہوتا ہے کہ جب کسی شے حسن لذاتہ ماموربہ مین خاص عارض سے جو حرمت یا کراہت پائی جاوے اوسکا اثر اوسوقت باقی نہین رہتا جب وہ عارض نہو مثلاً نماز بدون وضو کے باطل بلکہ حرام ہے اس سے یہہ نہین لازم آتا کہ جب وضو کے ساتھہ نماز پڑھی جاوے تو وہ حرام یا باطل ٹھیریگی۔ خدا کا شکر ہے کہ علامہ خیرالدین کی یہہ عبارت مستفتی نے لکھدی ہے جس سے اوسکی قلعی کھل گئی مستفتی کی فساد نیت سے مین خیال کرتا ہون کہ علماے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً کے جواب مین بھی اسی قسم کی عبارت ہوگی جسکو مستفتی نے خلاف مقصود سمجھہ کے نکالڈالا ہے خاص مہری فتوی دیکھا جاوے تو ساری قلعی کھل جاوے گی۔

اشتہار مین اس اعتراض سے گلو خلاصی کی بہت کچھہ کوشش کیگئی ہے واقعی یہہ اعتراض ہی ایسا ہے کہ اگر یہہ اعتراض نہ اوٹھا تو لوگ یہی خیال کرینگے کہ ناقلین فتاوی کو اس قدر شعور نہین کہ جس فتاوے پر استدلال کرتے ہین وہ اونکے موافق ہے یا مخالف اس لئے جس طرح مجنون لیلی کے فتح کی دعا کرتا تھا ہم بھی یہہ چاہتے ہین کہ یہہ فتاوے انکے آنسو پوچھنے کے لائق ہوجاوین۔ مگر ہم جہانتک خیال کرتے ہین یہہ بات ایسی بگڑ گئی ہے جو کسی طرح بنائے نہین بن سکتی۔ اشتہار مین ہے پہلے ہم محمد صالح ابن مرحوم صدیق کمال حنفی مفتی مکہ معظمہ کی عبارت نقل کئے دیتے ہین جسپر تمام علمانے تصحیحین کی ہین اور جن فتاوون کی نسبت مولف تنقیح نے دعوی کیا ہے کہ حرمین الشریفین کے فتاوے نعوذ باللہ من ہذا الکذب مولانا کے موافق ہین اور دونون کا مفاد ایک ہے دیکھو مفتی موصوف نے شروع فتوے کا اس عبارت سے کیا ہے اعلم انہ قد ورد فی تعلیم النساء الکتابۃ احادیث منہا ما روی عن عایشۃ رضی اللہ تعالی عنہا انہا قالت

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تنزلوھن الغرف ولا تعلموھن الکتابۃ وعلموھن
الغزل وسورۃ النور انتہی بقدر الحاجۃ ترجمہ یعنی درباب کتابت زنان کتنی حدیثین
وارد ہین بعض اون احادیث کے یہہ ہین کہ نہ رکھو تم عورتونکو کھڑکیون مین اور نہ سکھاؤ
تم عورتون کو لکھنا اور سکھاؤ تم عورتون کو چرخہ کاتنا اور سورۂ نور اور نقل کیا اس حدیث کو
مفتی مکہ معظمہ نے بہت کتابون سے مثل حاشیہ شیخ زادہ - اور فتوحات الٰہیہ - اور
تفسیر روح البیان - اور دُرّ المنثور - اور فتح القدیر شوکانی - اور معالم التنزیل بغوی -
اور سراج المنیر - اور تصنیفات ابو عبد اللہ - اور تفسیر لباب التاویل اور جمع الجوامع حاکم
اور شعب الایمان بیہقی - اور نوادر الاصول وغیرہ - پس جبکہ فارغ ہوئے مفتی مکہ معظمہ
نقل حدیث مذکور سے بحوالہ کتب مشہور مسطور پھر رجوع کی طرف حدیث شفا کے اور بحث
کرتے رہے اوسکے محامل اور تاویلات مین جو علماء محققین اور فضلاء مدققین متقدمین
ومتاخرین اور شراح حدیث مذکور نے بیان کئے ہین پھر گفتگو شروع کی اسکے رواۃ
مین بطور جرح وتعدیل کے پھر درپے ہوئے طرف اثبات دعوی کے یعنی وہی حدیث
عایشہ رضی اللہ عنہا جس سے ممانعت کتابت نساء ثابت ہے اور نقل کرتے رہے اوسکی
صحت کو حاکم وابن حجر وغیرہما ماہرہ فن حدیث سے پھر جانچا دونون حدیثون کو قواعد
اصول پر اور علی السبیل[1] التنزل کہا کہ الاول حاظر والثانی مبیح پھر کہا ان الحاظر مقدم
علی المبیح پھر جواب دیا بعض اہل وہم کو جو قرآن کی تفسیر اپنی راے سے کرتے ہین اور
یہہ تقریر بعینہ سید نعمان مفتی بغداد کی تقریر ہے بلکہ مفتی بغداد نے تو آیۃ یا ایہا الذین
آمنوا اذا تداینتم بدین سے جواز کتابت پر استدلال کرنیوالون کا بہت ہی کچھ خاکا
اوڑایا ہے اور بہت کچھ لے دے کی ہے اس غرض سے وہ فتوی بھی کتاب صواعق
کے اخیر مین منضم ہے باقی کیفیت اوسکی کسی خاص رسالہ مین مفصلاً بیان کیجائیگی
پھر مفتی مکہ معظمہ نے اپنے اثبات دعوی یعنی عدم جواز کتابت لنفسہا کے باب مین

[1] السبیل ... الف لام کیساتھ [illegible]

شرح تعلیم المتعلم علامہ ابن اسمعیل کی عبارت نقل کی اور صرف اوسی عبارت پر اکتفا نہ کیا
بلکہ رموز الاحادیث کی عبارت بنہایت زور و شور کے ساتھہ نقل کی اور بعد اوسکے
کھولکر کہا یا کہ یہہ جو کچھہ ہے ہمنے کلام کیا صرف تعلیم کتابت لنفسہا مین تھا اب آگے مدرسہ
وما یتعلق بہا مین کلام ہے یہانتک کہ بانی مدرسہ کی بھی تھوڑی خدمت کردی ہے اور اوسکا
حکم بھی علیحدہ بیان کر دیا ہے ومن شاء الاطلاع فلیرجع الیہا مسلمانو غور کرنے کا مقام
ہے کہ یہہ تقریر و تحریر مفتی حرم شریف کی مجوزین کتابت کے موافق ہے یا مانعین کے
اسی ڈھنڈ ھم یہہ کہتے تھے پھر چھیڑین گے   کو دکر لات جو ماری تو نہ ٹوٹا پاپڑ
اب سنئے حال فتواے خلف بن ابراہیم کا وہ باواز بلند پکار کر کہہ رہے ہے اور نہایت جلی یہہ
عبارت لکھہ رہے ہین کہ ما اجاب بہ مفتی الاحناف فیہ الکفایۃ والمقنع عند
الانصاف اسپر بھی اگر کسی کو نظر نہ آوے تو وہ معذور ہے بندۂ خدا ذرا چشم انصاف
سے دیکھہ کر تصحیح مفتی مکہ کی تحریر اور تحسین اوسکی تقریر پر مجوزین کتابت زنان کو مفید ہے
یا مانعین کو ع چہ اعتماد کند کس بوعدہ ات اے گل ٭ کہ ہمچو غنچہ زبان در تہ زبان داری ٭
باقی رہا جواز مفہوم مخالف کا مطلقاً لینا جیسا کہ مولف کو بعض فتوے دیکھکر شبہ ہوا
سو عند الحنفیہ جائز نہین خصوصاً جس صورت مین قرینہ تصحیح وغیرہ کا بھی موجود ہو
چنانچہ یہہ مضمون صواعق مین گذر چکا ہے اوسکو دیکھکر اطمینان کر لینا ان خلف بن
ابراہیم اور مفتی مکہ ممدوح کی تعریف مین صرف اجمال و تفصیل کا فرق ہے منشا دونوکا
ایک ہے اب سنئے حال فتواے محمد حسین مفتی مالکی کا سو وہ بیچارے مفتی مکہ حنفی کے
ساتھہ اتفاق کر رہے ہین اور اسطرح فرما رہے ہین کہ وما اجاب بہ مولانا
مفتی الاحناف فیہ الکفایۃ فلا حاجۃ الی التطویل بلکہ امام مالک کا قول
بیان فرما رہے ہین کہ عورتون کا لکھنا اونکے نزدیک بھی جائز نہین باقی کیفیت
مدرسہ وما یتعلق بہا کی اور بانی مدرسہ کے حال کو بالاستقلال بیان کیا ہے

کہ اوسکا عذاب اوسکے سر پر ہے اور من سن سنۃ سیئۃ مین داخل ہے اب
فرمائیے کہ یہہ تقریر مولوی عبدالحی صاحب کے موافق ہے یا ہمارے اور یہہ جو مولف
صاحب نے کہا کہ علامہ محمد بن حسین نے تعلیم کتابت کو عورتون سے اور محرم مردون
سے مکروہ لکھا ہے غالبًا کراہت تنزیہی مراد ہے اور اجنبی مردون سے حرام ہی انتہے
مین کہتا ہون کہ شاید مفتی صاحب آپ سے خواب مین کہگئے ہونگے کہ ہماری غرض
یہان کراہت سے کراہت تنزیہی ہے مثل مشہور ہے الغریق یا خذ بالحشیش
بندۂ خدا کہین ایسے لنگڑے استدلال میدان مناظرہ کو طے کرسکتے ہین - اب
سنئے حال علامہ محمد سعید کا جنکے نسبت آپ فرماتے ہین کہ انکا بھی یہی مسلک
ہے جناب مولف صاحب وہ بیچارے تو خود ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کی
نقل کر رہے ہین اور مدرسہ و مایتعلق بہا کی حرمت ثابت کر رہے ہین خدا جانے
آپ کیا بے تکی گا رہے ہین رہا حکم بانی مدرسہ کا اوسکو مقید کرکے بیان کیا
ہے باقی مصححین مدرسین مکہ معظمہ کی تحریر جو آپنے دیکھی کہ وہ سب مفتی مکہ
کے ہمزبان ہین اوسکو دیکھتے ہی آپ کی کہل گئین اور بجز سکوت کچھہ بن نہ پڑی
مگر بمضمون اے کلام سے نیش کژدم نہ از پے کین ست ✲ مقتضای طبیعتش اینست ✲
سوان علماء کی تحریر کا نام آپنے معمولی تصحیحین رکھہ لیا سے عمرت دراز باد کہ اینہم
غنیمت است ✲ ہم عرض کرتے ہین کہ مولانا محمد صالح بن صدیق کمال حنفی مفتی مکہ
معظمہ کی تحریر سدید سے حدیث عدم جواز کا پایہ صحت ضعیف پایا جاتا ہے چنانچہ
فرماتے ہین وما قال بعضہم من ان الحدیث الذی ینقلونہ فی باب
منع التعلیم مردود کما فی تذکرۃ موضوعات مولانا شیخ محمد طاہر فلیعلم انہ
لیس کذلک بالاتفاق بل ہو صحیح عند الحاکم وغیرہ اور حدیث جواز تعلیم
کی صحت مین کلام نہین - استدلال کے وقت نفس دلیل کی قوت وضعف پر نظر

ڈالی جاتی ہے۔ جب دلیل مثبت قوی ہے تو وہ بالضرور نافی پر مقدم ہوگی رہی
یہہ بات کہ حاظر مبیح پر مقدم ہے یہہ نہایت سچی بات ہے مگر ایسے وقت جب دونوکا
رتبہ قوت یا ضعف مین مساوی ہو۔ اگر دلیل حاظر ضعیف ہے تو وہ مبیح پر جو قوی
دلیل سے ثابت ہو کیونکر مقدم ہوگی۔ یہی حال درء مفاسد و جلب منافع کا ہے
جب درء مفاسد کی دلیل ضعیف ہے تو جلب نفع کیون چھوڑا جاوے۔ مولانا المفتی
نے شرح مصابیح ابن ملک حنفی سے بعد نقل حدیث جواز تعلیم کتابت کے یون نقل
کرتے ہین وہذا یدل علی ان تعلیم النساء الکتابۃ غیر مکروہ اور اسپر کوئی جرح نہین کی تو
اب فرمایئے کہ تعلیم کتابت کا جواز اس سے زیادہ کیا ثابت ہونا چاہیئے۔ علامہ
خلف بن ابراہیم مفتی حنابلہ نے تو تعلیم کتابت کو ہیئت خاص کے ساتھ جسمین
محرمات عدیدہ کا ارتکاب ہو بلحاظ ان محرمات کے ناجائز تحریر فرمایا ہے۔ نفس جواز
یا عدم جواز تعلیم کتابت سے کچھہ بحث نہین کی ذیل مین تحریر فرمایا ہے ماا جاب
بہ مولانا مفتی الاحناف فیہ الکفایۃ ظاہرا اسکے مطلب یہہ ہین کہ جس امر
خاص مین مفتی حنابلہ نے تحریر فرمایا ہے۔ اگر ہم تسلیم کرلین کہ ہر امر مین اونھون
نے کفایت سمجھی ہے تو مفتی احناف نے جواز تعلیم کتابت کو بھی تو لکھا ہے تو
اسمین بھی کفایت ہی کفایت سمجھی جاتی ہے۔ علامہ محمد بن حسین مفتی مالکی کے کلام
مین قسم کراہت کی تصریح نہین ہے۔ یہہ ممکن ہے کہ کراہت سے تنزیہی مراد ہو۔
اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال اگر تحریمی مراد ہے تو مین پوچھتا ہون کہ
اسپر کیا دلیل ہے۔ اشتہار مین جو محمد حسین مفتی مالکی لکھتے ہین۔ یہہ کون شخص
ہین دستخط و مہر مین تو محمد بن حسین ہے۔ پھر انکو بیچارہ بھی لکھا ہے جو توہین کا
کلمہ ہے۔ مفتی حرم شریف کی نسبت ایسے نامہذب لفظ کا استعمال ہرگز جائز
نہ تھا۔ خصوصاً جب اونکا کلام استناداً ذکر کیا جاتا ہے۔ ۵

لفظ بیچارہ باین عالم مفتی گفتی   خون ایشان کہ روا داشت کہ صید حرم اند
اور اگر شیخ علامہ محمد بن حسین مفتی مالکی بیچارے اور تمھارے نزدیک حقیر
آدمی ہین تو ایسے شخص کا کلام خصم کب تسلیم کرے گا۔ ابن رشد مالکی کے
سوانح عمری نے لکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہہ شخص مجروح ہے۔ بالفرض اگر
مالکی مذہب مین یہہ مکروہ ہوا تو پھر کیا حنفی کے نزدیک بھی مکروہ ہوجائے گا۔
علامہ محمد سعید مفتی شافعیہ باستدلال حدیث لقمان جو حضرت ابن مسعود رض
سے مروی ہے نفس تعلیم کتابت کو مکروہ تحریر فرماتے ہین اسکی کیفیت تنقیح مین
لکھی گئی ہے۔ بڑا افسوس ہے کہ ایسے عالی رتبہ مفتی بھی بیچارے بنائے گئے ہین۔
مفتیان حرم کی توہین و تہجین سے کیا فائدہ

شعر

سُنیَئین جو آتا ہے فرماتے ہین آپ   کہہ نہین سکتا یہہ خوا اچھی نہین
جن سے ہے اونسے ہے یہہ بات چیت   مفتیون سے گفتگو اچھی نہین

ایسی سبک باتون سے نہ دوست خوش ہوتے ہین نہ دشمن۔ چونکہ انکی تقریر
مدعاے مشتہر کے مخالف ہے اسی وجہ سے انکو معاذ اللہ صلواتین سنائی
جاتی ہین۔ اگر حسب مراد سمجھے جاتے تو خصم کے مقابلہ مین انکی رسوائی کیون
کی جاتی۔ علامہ حسن عرب۔ علامہ عبد القادر۔ علامہ عباس بن جعفر۔ مولوی
محمد عبد الحق۔ علامہ خلیل بن ابراہیم۔ محمد ایوب۔ مولوی محمد رحمت اللہ صاحب۔
نے کوئی تقریر اپنی طرف سے نہین لکھی ہے مفتیان بلد حرام کی تصحیح کی ہے
جسکی کیفیت اسکے پہلے لکھی گئی۔ علماے مصر سے علامہ عبد المعطی خلیلی حنفی
علامہ ابراہیم مصیلحی حنفی۔ علی احمد شافعی۔ عورتون کی تعلیم کتابت کو مکروہ جانتے ہین
لیکن کراہت اسے غالبًا کراہت تنزیہی مراد ہے علامہ محمد سباعی مالکی کے
کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ صغیرہ کو تعلیم کتابت جائز ہے مراہقات کو مکروہ

جب فتنہ پایا جاتا ہو تو حرام ہے۔ علامہ سید نعمان مفتی بغداد تو صاف طور پر جواز کے قائل ہین۔ مولوی عبد العلی قاری۔ عدم تعلیم کو اولے لکھتے ہین۔ مولوی محمد راغب تحریر فرماتے ہین ہان اگر کوئی خاص رشتہ دار عورت مثل باپ یا خاوند وغیرہ کے مصلحت دینی یا دنیوی کے واسطے سکھاوے اور موقعہ و محل فساد سے بھی تمیز کرے مضائقہ نہین۔ مولوی فیض عالم لکھتے ہین و ابن حجر در فتاوے خود بعد ایراد حدیث شفا بنت عبداللہ تحریر فرمودہ لیس فیہ دلالۃ علی طلب تعلیمھن الکتابۃ وانما فیہ دلیل علے جواز تعلیمھن الکتابۃ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ابن حجر حدیث سے جواز تعلیم کتابت سمجھتے ہین۔ مولوی محمد غوث لکھتے ہین اما کتابت پس بموجب ربک الاکرم الذی علم بالقلم نعمتے عظمی است اما موقوف بر شروط است و درین ہانہ وجود شروط مفقود است پس رفتن زنان بالا از ہشت سالہ در مدرسہا و مساجدہا و یا در خانہ اما مان این زمان حرام و بے دینی است اس سے ظاہر ہے کہ جب شرط پائی جاوے تو اپنے محارم سے تعلیم کتابت جائز ہے۔ مولوی عبد القادر صاحب تحریر فرماتے ہین طائفہ برانند کہ بدلیل حدیث عن عایشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا تنزلوھن الغرف ولا تعلموھن الکتابۃ الخ درست نیست و حدیث معارضش را غیر معمول بہ شمارند۔ اما من اگر سر او را معمول بہ و غیر معارض ہم گوییم تاہم باثبات دعوایم عاجز نیم کہ حدیث نہی بہ عمومیت خود ثابت و قائم است و حدیث جواز بقاعدۂ مخصوص منہ البعض بر مخصوصیت خود دال فاندفع منہ القیل والقال فکیف التعارض بینھما بل التطبیق وقع فیھما پس اگر کسے برعایت مخصوصیت تعلیم کتابت کردن تواند و مفضی الے الفساد را ایمن باشد یعنی اگر بتوسط زنان ثقہ مثل مادر و مادر مادر و مادر پدر و خالہ و خواہر دختران یا والد و جد و زوج بخانہ تعلیم کتابت وغیرہ کردن تواند

البتہ اباحتش ازین حدیث علمی الخ ثابت شدن تواند کما ذہب الیہ الخطابی و قال فیہ دلیل علی ان تعلیم النساء الکتابۃ غیر مکروہ بناء علیہ اکثر اکابر زمان و اصاغر دوران بنجانہ ہمان طور تعلیم می دہند) یعنے اس مقام پر جس قدر عبارت مفتیون کی نقل کی ہے اس سے ظاہر ہے کہ فتاوے کی عبارت بے سمجھے نقل کی گئی ہے یہہ عبارتین جو لکھی گئی ہین وہ مدعی کے لیئے سخت مضر ہین اور خصم کے واسطے مفید اگر تطبیق کی یہہ صورت بیان کی جاوے جیسے مولوی عبدالقادر صاحب نے لکھی ہے تو مسلک صاف ہوجاتا ہے خلاف کا پردہ اوٹھہ جاتا ہے نہین تو ان فتاوے کی نسبت بھی کہا جاویگا کہ اذا تعارضا تساقطا

پوچھے اگر مجھسے کوئی مشتہر کا جھوٹھ سچ ✤ دو دلیلون سے یہہ کر دیتے ہین دعوی جھوٹھ سچ
ایسی تحریرونسے میرا اعتقاد اب اوٹھہ گیا ✤ منہ مین ہین دو دو زبانین دل مین کیا کیا جھوٹھ سچ
بے سبب ان ابروونکے بیچ مین بل نہین ✤ میرے جانب سے کسی نے کچھ لگایا جھوٹھ سچ

انصاف سے فرمائے کہ جب فتاوے کی یہہ کیفیت تھی تو انکو نقل کر کے بیٹھے بٹھائے کیون جواب دہی اپنے ذمہ لے لی۔ اب فتاوے کا نہ اقرار ہوسکتا نہ انکار یہہ تو گلے کے ہار ہوگئے۔ اب مین اس تحریر کو اس بیان پر ختم کیا چاہتا ہون کہ اشتہار کے اخیر مین لکھا ہے کہ (یہہ چند سطور ہمنے قلم برداشتہ بطور اشتہار واسطے اظہار جعل سازی و افتراپردازی مولف رسالہ تنقیح البیان کے لکھدیے ہین تاکہ مسلمانون کو معلوم ہوجاوے کہ رسالہ تنقیح البیان بغرض نفسانیت و انانیت لوگون کے کہنے سے یا کسی اور غرض سے لکھدیا ہے لائق اعتماد اور قابل اعتبار کسی دیندار کے نہین ہے) واہ واہ کیا کہنا ہے اشتہار اظہار جعل سازی و افتراپردازی کے لئے ہے اظہار اثبات نفسانیت و انانیت کے واسطے

پہلے تو رو غن گل بھینس کے انڈے سے نکال ✤ پھر جوا جزا ہین وہ

کل بھینس کے انڈے سے نکال + اگر واقع مین کسے کے کہنے سننے سے یہہ رسالہ لکھا گیا ہے تو نفسانیت و انانیت یعنی جہ۔ ہم لوگون کے طرف سے بدا نہین ہے۔ عبث آپ لوگ گالی گفتار پہ آ گئے ہین۔ ناحق بیٹھے بٹھائے گالیان سن رہا ہون۔ اہل حق کی طرف سے جو کچھہ لکھا جاتا ہے بطور حفاظت خود اختیاری ہے۔ جب دل کھول کر کوئی مضمون لکھون کا خدا کی قدرت نظر آئے گی۔

یہہ وہ نالے ہین جو لب تک آئینگے
تم تو کیا ہو آسمان ہل جائینگے
ایسے موقع پر اوٹھاتے ہین ستم
کچھہ تو سمجھین گے کبھی شرمائینگے